OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

دنیوی اور اخروی جزاوسزا اور عصری انسانی رویے : قرآنی تعلیمات اور سیرتِ نبویؐ کے تناظر میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Worldly and Hereafter Rewards and Punishments and Contemporary Human Behavior: A Research and Analytical Study in the Context of Quranic Teachings and the Biography of the Prophet Muhammad (PBUH)

Muhammad Khubaib Arshad
MPhil, Islamic Thought and Civilization (Specialized in Seerah), University of Management and Technology, Lahore
Dr. Muhammad Tahir Mustafa
Professor / HOD, Department of Religious Studies, Rashid Latif Khan University, Lahore

Abstract

The concepts of worldly and hereafter reward and punishment occupy a central position in Qur'anic discourse and the Prophetic Seerah, offering a comprehensive framework for understanding divine justice, moral accountability, and human behavior. This study critically examines how Qur'anic teachings and the life of the Prophet Muhammad (peace be upon him) collectively define the principles of accountability, highlighting the dynamic interaction between divine law and human conduct. Worldly consequences are discussed as immediate manifestations of human actions, functioning as corrective mechanisms for believers and as warnings for transgressors, while the hereafter is presented as the ultimate arena of justice where the eternal outcomes of deeds are determined. The article

CC BY

further analyzes the relevance of these concepts in the context of contemporary human behavior, exploring how ethical dilemmas, material pursuits, and socio-cultural transformations reflect the continuity of Qur'anic principles in the modern age. By bridging the classical Islamic framework with present-day challenges, the paper demonstrates that the Qur'anic and Prophetic model of reward and punishment remains a timeless guide for shaping moral responsibility and regulating human behavior across diverse contexts.

Keywords: Qur'an; Prophetic Seerah; Reward and Punishment; Worldly Consequences; Hereafter Accountability; Human Behavior; Divine Justice; Contemporary Challenges

تمہید

اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو پیدا فرمایا تو ان کی پیدائش کا مقصد اللہ کی عبادت اور اطاعت کرنا تھا اس مقصد کے لئے اللہ نے انبیاء کرام کو مبعوث کیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (36)

ترجمہ:- "اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو، پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی، پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا"[1]

اس آیت میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اقوام کی طرف انبیاء کرام کو بھیجا جن کا بنیادی مقصد دعوت دینا تھا۔ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو کچھ وقت کی مہلت دیتا ہے پھر ان کو اپنے عذاب میں گرفتار فرمالیتا ہے جیسے کہ اُس نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:-

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَ
آئِلُوْنَ (4) فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْآ اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ (5) فَلَنَسْاَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْاَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (6) فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ(7)

ترجمہ:-

"اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا، یا ایسی حالت میں کہ دوپہر کو سونے والے تھے۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا پھر ان کی یہی پکار تھی کہتے تھے بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ پھر ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں

گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ان پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے۔ پھر اپنے علم کی بناء پر ان کے سامنے بیان کر دیں گے، اور ہم کہیں غائب نہ تھے"۔[2]

جب کوئی نبی کسی بستی میں ہو اور تمام حجت کے فریضے سے فارغ ہو چکا ہو تو اللہ رب العزت اس بستی میں ایک خاص مہلت کے بعد اپنا عذاب نازل فرما دیتا ہے۔

'عذاب آخروی یا عذاب اکبر' کیا ہے؟

مولانا مودودی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

'عذاب اکبر' سے مراد آخرت کا عذاب ہے جو کفر و فسق کی پاداش میں دیا جائے گا"۔[3]

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

"فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے واللہ ان کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوں گے، آگ کے شعلے انہیں اوپر نیچے جا رہے ہوں گے، فرشتے انہیں سزائیں دے رہے ہوں گے اور جھڑک کر کہتے ہوں گے جہنم کے عذاب کا لطف اٹھاؤ جسے تم جھوٹا جانتے"۔[4]

اس وضاحت میں یہ بات واضح طور پر امام ابن کثیر نے سمجھا دی ہے کہ 'عذاب اکبر' سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔

'عذاب دنیاوی یا عذاب ادنیٰ' کیا ہے؟

'عذاب ادنیٰ' کی وضاحت کرتے ہوئے آئمہ دین نے یہ بات واضح کی کہ اس سے مراد دنیاوی مصیبتیں، عافتیں، دکھ، درد اور بیماریاں ہیں۔

امام ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں۔

'عذاب ادنیٰ' سے مراد دنیاوی مصیبتیں، آفتیں، دکھ، درد اور بیماریاں ہیں یہ اس لیے ہوتی ہیں کہ انسان ہوشیار ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائے اور بڑے عذاب سے نجات حاصل کرے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد گناہوں کی وہ مقرر کردہ سزائیں ہیں۔ جو دنیا میں دی جاتی ہیں جنہیں شرعی اصطلاح میں حدود کہتے ہیں اور یہ بھی مروی ہیں کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے نسائی میں ہے کہ اس سے مراد قحط سالیاں ہیں حضرت ابی فرماتے ہیں چاند کا شق ہو جانا دھویں کا آنا اور پکڑ اور برباد کن عذاب اور بدر والے دن ان کفار کا قید ہونا اور قتل کیا جانا ہے کیونکہ بدر کی اس شکست نے مکے کے ہر گھر کو ماتم کدہ بنا دیا تھا ان عذابوں کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔[5]

مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں۔

'عذاب ادنیٰ' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد وہ تکلیفیں ہیں جو اسی دنیا میں انسان کو پہنچتی ہیں مثلاً افراد کی زندگی میں سخت بیماریاں، اپنے عزیز ترین لوگوں کی موت المناک حادثے، نقصانات، ناکامیاں وغیرہ اور اجتماعی زندگی میں طوفان، زلزلے سیلاب، وبائیں، قحط، فسادات، لڑائیاں اور دوسری بہت سی بلائیں جو ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں ان آفات کے نازل کرنے کی مصلحت یہ بیان کی گئی ہے 'عذاب اکبر' میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی لوگ ہوش میں آجائیں اور اس طرز فکر و عمل کو چھوڑ دیں۔ جس کی پاداش میں آخر کار انہیں وہ بڑا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ دوسرے الفاظ میں اس کا

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالکل بخریت ہی نہیں رکھا کہ پورے آرام وسکون سے زندگی کی گاڑی چلتی رہے اور آدمی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ اس سے بالاتر کوئی طاقت نہیں ہے جو اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام کرر کھا ہے کہ وقتاً فوقتاً افراد پر بھی اور قوموں اور ملکوں پر بھی ایسی آفات بھیجتا رہتا ہے جو اسے اپنی بے بسی کا اور اپنے سے بالاتر ایک ہمہ گیر سلطنت فرماں روائی کا احساس دلاتی ہیں یہ آفات ایک ایک شخص کو ایک ایک گروہ کو اور ایک ایک قوم کو یہ یاد دلاتی ہیں کہ اوپر تمہاری قسمتوں کو کوئی کنٹرول کر رہا ہے سب کچھ تمہارے ہاتھ میں نہیں دے دیا گیا ہے اصل طاقت اُسی کار فرمااقتدار کے ہاتھ میں ہے اس کی طرف سے جب کوئی آفت تمہارے اوپر آئے تو نہ تمہاری کوئی تدابیر دفع کر سکتی ہیں۔ اور نہ کسی جن یا روح یا دیوی یا دیوتا، یا نبی اور ولی سے مدد مانگ کر تم اسے کو روک سکتے ہو۔ اس لحاظ سے یہ آفات محض آفات نہیں ہیں بلکہ خدا کی تنبیہات ہیں جو انسان کو حقیقت سے آگاہ کرنے اور اس کی غلط فہمیاں دفع کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں اُن سے سبق لے کر دنیا ہی میں آدمی اپنا عقیدہ اور عمل ٹھیک کر لے تو آخرت میں خدا کا بڑا عذاب دیکھنے کی نوبت ہی کیوں آئے گی۔[6]

ان دونوں آئمہ کرام کی تفصیلات سے جو بات واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ 'عذاب ادنیٰ' سے مراد دنیاوی عذاب ہے جو کفار پر اللہ رب العزت کی طرف سے بطور سزا منسلک کیے جاتے ہیں اور اہلِ ایمان کے لئے ایک تذکیہ اور غور وفکر اللہ کی طرف رجوع اور اپنے گناہوں کی معافی کا سبب بنتے ہیں۔

'عذاب آخروی یا عذاب اکبر' کے مستحق لوگ کون؟

جب ہم قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کا پتا چلتا ہے کہ اللہ کہ وہ نافرمان لوگ جو نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ اس کے رسولوں کا حکم مانتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ نے فرمایا:- کہ 'عذاب اکبر' ایسا عذاب ہے جو اللہ کے سخت نافرمانوں کو روز قیامت دیا جائے۔[7]

'عذاب دنیاوی یا عذاب ادنیٰ' کے مستحق لوگ کون؟

'عذاب ادنیٰ' کے مستحق لوگ کون ہیں اس کی وضاحت جب ہم آئمہ دین کی تشریحات کو دیکھتے ہیں۔ ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھی یہ عذاب اہلِ ایمان پر بھی آتا ہے۔ جس کا مقصد ان کی تطہیر ہو سکے۔ اور اللہ کی طرف رجوع کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے فسق و فجور کا راستہ چھوڑ کر ایمان کا راستہ اپنائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور استغفار کر سکے جب کہ یہ عذاب اہلِ کفر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلط کیا جاتا ہے تاکہ ان کو ان کے کیے کی سزا مل سکے۔[8]

قرآن مجید میں ذکر:-

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (21)

ترجمہ:

اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھائیں گے تاکہ وہ باز آجائیں۔[9]

نبی کریم ﷺ کے دور میں عذاب ادنیٰ کا ذکر:-

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ(126)

ترجمہ:-

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔[10]

امام ابن کثیر لکھتے ہیں۔

یہ منافقین اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ہر سال ایک یا دو دفعہ وہ ضرور کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا کیے جاتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے کا موقع میسر نہیں آتا نہ آئندہ کے لئے عبرت ہوتی کبھی قحط سالی، کبھی جنگ، کبھی جھوٹی خبریں جن سے لوگ بے چین ہو رہے ہوتے ہیں۔۔۔ پھر حق سے پلٹ جاتے ہیں ناحق کو سمجھے نہ ماننے وعظ و نصیحت سے منہ پھیر لے ایسے بھاگے جیسے گدھا شیر سے حق کو سننے کے باوجود ادھر اُدھر نکل گئیں ان کی اس بے ایمانی کا مسئلہ اللہ نے ان کے دل بھی حق سے پھیر لیے۔[11]

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں۔

"یعنی کوئی سال ایسا نہیں گزر رہا جن میں یہ حالات پیش نہ آئیں جن میں ان کا دعوائے ایمان آزمائش کی کسوٹی پر کسا نہ جاتا ہو اور اس کی کھوٹ کا راز کا فاش نہ ہو جاتا ہو کبھی قرآن میں ایسا حکم آ جاتا ہے جس سے ان کی خواہشات نفس پر نئی پابندی عائد ہو جاتی ہے کبھی دین کا ایسا مطالبہ آ جاتا ہے جس سے ان کے مفاد پر ضرب پڑتی ہے کبھی کوئی اندرونی قصہ ایسا رونما ہو جاتا ہے جس میں یہ امتحان مضمر ہو جاتا ہے"۔[12]

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں۔

"آزمائش یوں ہوتی ہے بعض اوقات ان کا نفاق طشت از بام ہو جاتا ہے بعض اوقات یہ لوگوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور مسلمانوں کو پھر بھی فتح نصیب ہوتی ہے ان کے علاوہ بھی مختلف طریقوں سے ان کی آزمائش ہوتی رہتی ہے لیکن ان کو پھر بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔[13]

ان مندرجہ بالا تصریحات سے بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے اس دنیا میں بھی جزا و سزا کا انتظام فرما رکھا ہے۔ اصل مسئلہ اہل ایمان کے لئے یہ ہے کہ جب ان پر کوئی تکلیف یا آزمائش آتی ہے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کر لیتے ہیں اس کے برعکس اہل نفاق پر یا اہلِ کفر پر کوئی آزمائش یا پریشانی آتی ہے یا دنیاوی آفت آتی ہے تو وہ اللہ رب العزت کی مزید بغاوت پر اُتر آتے ہیں یہ بغاوت اور دلوں پر مہر کا رنگ لگ جانا ہے اللہ رب العزت کی طرف سے سخت ترین عذاب کی ایک قسم جو اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں کو اپنی ہدایت کے راستے سے پھیر دیتا ہے۔

قرآن مجید کی روح سے پچھلی قوموں پر 'عذاب ادنی' کی صورت:-

جب ہم قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں ہمیں یہ بات سمجھ میں آتی کہ اللہ تعالیٰ نے جو مثالیں اپنی کتاب میں بیان کی ہیں اس میں ایک بہت بڑی مثال حضرت موسیٰؑ کی قوم ہیں۔ شائد سب سے زیادہ عذاب ادنی جس قوم پر آیا وہ یہی قوم تھی اس کا تفصیلی ذکر کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ(130) فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَلَآ اِنَّمَا طَآئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ(131) وَقَالُوْا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَاۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ(132) فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (133)

ترجمہ:-

اور ہم نے فرعون والوں کو قحطوں میں اور میوں کی کمی میں پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت مانیں۔ جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے، اور اگر انہیں کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کو نحوست بتلاتے، یادرکھو ان کی نحوست اللہ کے علم میں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور کہا جو کوئی نشانی بھی تو ہمارے پاس لے آئے کہ ہم پر اس کے ذریعہ جادو کرے، پھر بھی ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ پھر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے، پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا اور وہ لوگ گنہگار تھے۔[14]

ان مندرجہ بالا آیات میں جو بات واضح ہوتی ہے اگر اپنے نبی کی نافرمانی کی جائے تو اللہ رب العزت کی طرف سے کسی نہ کسی صورت میں رب کائنات کی طرف سے تنبیہ آسکتی ہے۔

جیسا کہ سید قطب نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

"یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتدائی تنبیہ تھی ملک کو خشک سالی نے آلیا اور ہر قسم کی فصلیں ضائع ہو گئیں اور پیداوار ختم ہو گئی ۔۔۔۔ قحط سالی مصر جیسے سرسبز علاقے میں عذابِ الٰہی تصور ہوتی ہے لوگوں کے اندر خوف و حراص پیدا ہو جاتا تھا۔ اور وہ پریشان ہو کر عالم بالا کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے تھے"۔[15]

مزید لکھتے ہیں۔

"اس دنیا میں جو واقعات ظاہر ہوتے اس کا واحد سبب حکم خداوندی ہے اللہ ہی کے حکم سے کوئی اچھی بات نصیب ہوں جس میں ان کے لئے آزمائش ہے اللہ ہی کے حکم سے ان پر کوئی مصیبت آئے تو یہ بھی ان کے لئے آزمائش ہے"۔[16]

"جب بھی ان پر کوئی مصیبت آتی تو مشکلات کے دباؤ کے تحت وہ حضرت موسیٰؑ کے آگے ایمان لانے کا وعدہ کرتے اور کہتے اگر تمہاری دعا قبول ہوئی تو بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔۔۔۔۔۔۔ بنی اسرائیل کی تمام نشانیوں اور ان کے تجربات پیش آنے کے باوجود دل کے اتنے سخت ہو گئے کہ عبرت حاصل کرنے کو تیار نہیں تھے"۔[17]

ان قرآن مجید کی آیات میں ایک واقعہ پچھلی قوم کا بیان فرمایا ہے۔ جس میں 'عذاب ادنیٰ' کی کافی ساری صورتوں کا ذکر ہے اور اسی دور میں بھی امت مسلمہ پر اور اہل کفر پر ان میں سے کچھ صورتیں واضح طور پر موجود ہیں لیکن اس کے علاوہ بھی عذاب کی بے شمار صورتیں ہیں اہلِ علم و دانش کی نگاہ سے دیکھی اور سمجھی جا سکتی ہے۔

احادیث رسول ﷺ میں 'عذاب ادنیٰ' کا تذکرہ:-

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:-

وقال هشام بن عمار، حدثنا صدقة بن خالد، حدثنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، حدثنا عطية بن قيس الكلابي، حدثنا عبد الرحمن بن غنم الاشعري، قال: حدثني ابو عامر او ابو مالك الاشعري، والله ما كذبني سمع النبي صلى الله عليه وسلم، يقول:" ليكونن من امتي اقوام يستحلون الحر، والحرير، والخمر، والمعازف ولينزلن اقوام إلى جنب علم يروح بسارحة لهم ياتيهم يعني الفقير لحاجة، فيقولون ارجع إلينا غدا، فيبيتهم الله ويضع العلم ويمسخ آخرين قردة، وخنازير إلى يوم القيامة.

ترجمہ:- ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زناکاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنا لیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح و شام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات کو ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے ہلاک کر دے گا پہاڑ کو ان پر گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔[18]

اس حدیث میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نافرمانوں کو یہ عذاب ان کے بعض گناہوں کے سبب ملے گا جس میں سر فہرست گناہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنا ہے ان اشیاء کی وجہ سے ان کو عذاب ادنی میں ملوث کر دیا گیا۔

بعض علماء نے عذاب قبر کو بھی 'عذاب ادنی' میں شمار کیا ہے جیسا کہ امام ابنِ کثیر نے وضاحت کی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بعض احادیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ کچھ گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اپنا عذاب موت کے بعد دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ نبی ﷺ۔

حدثنا عثمان، قال: حدثنا جرير، عن منصور، عن مجاهد، عن ابن عباس، قال:" مر النبي صلى الله عليه وسلم بحائط من حيطان المدينة او مكة، فسمع صوت إنسانين يعذبان في قبورهما، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يعذبان وما يعذبان في كبير، ثم قال: بلى، كان احدهما لا يستتر من بوله، وكان الآخر يمشي بالنميمة، ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل قبر منهما كسرة، فقيل له: يا رسول الله لم فعلت هذا، قال: لعله ان يخفف عنهما ما لم تيبسا او إلى ان ييبسا".، وقال النبي صلى الله عليه وسلم لصاحب القبر: كان لا يستتر من بوله، ولم يذكر سوى بول الناس.

ہم سے عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے منصور کے واسطے سے نقل کیا، وہ مجاہد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ یا مکے کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔)وہاں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی آواز سنی جنھیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں

سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک ڈالی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان میں سے ایک ایک ٹکڑا ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔[19]

دورِ حاضر میں 'عذاب ادنی' کی اہم مثالیں:-

"جیسا کہ ہم نے قرآن و حدیث کے دلائل سے سمجھا ہے کہ 'عذاب ادنی' اور 'عذاب اکبر' میں کیا فرق ہے اور یہ کہ 'عذاب اکبر' صرف روزِ قیامت ہی کو دیا جائے گا جب کہ 'عذاب ادنی' اس دنیا میں وقتاً فوقتاً آتا ہے۔

دلوں کا پھر جانا:-

عذاب کی سب سے سخت ترین قسم جو بیان کی گئی قرآن و حدیث میں وہ دلوں کا سخت ہو جانا اور ہدایتِ الٰہی کے لئے بند ہو جانا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (110)

ترجمہ:-

" اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے "۔[20]

اس آیت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان کو ایک مرتبہ ہدایت سے مستفید ہونے کا موقع دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور دوسری مرتبہ ہدایت قبول نہ کرنے کے جرم میں اللہ تعالیٰ نے ان کا دل سخت کر دیا جس کی وجہ سے ہدایت ان کے دل میں داخل نہیں ہوتی۔

دلوں میں نفاق کا داخل ہو جانا:-

عذابِ الٰہی کی ایک زبردست صورت دلوں میں نفاق کا بیٹھ جانا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (77)۔[21]

ترجمہ:-

"تو نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا اس دن تک جب اللہ سے ملیں گے اس لیے کہ انہوں نے جو اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور اس لیے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔"

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کئے ہوئے وعدے کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں منافقت کا روگ داخل فرما دیتا ہے جس کی وجہ اُس انسان کے کئے ہوئے گناہوں کی سزا ہوتی ہے۔

معشیت کی تنگی:-

معیشت کی تنگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی آفات میں سے ایک ہے اہلِ ایمان کے لئے تو یہ ایک آزمائش کی شکل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے کو دیکھنے پر ملتا ہے۔

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ(83) فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ(84) ۔[22]

ترجمہ:-"اور جب کہ ایوب نے اپنے رب کو پکارا مجھے روگ لگ گیا ہے حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیے اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے"۔

پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی (حضرت ایوب علیہ السلام) اور اسے غم سے نجات دی، اور ہم ایمان داروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کے لئے معیشت کی تنگی ایک عذاب کی قسم اور 'عذاب ادنی' کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى(124) ۔[23]

ترجمہ:-"اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے"۔

قرآن مجید کی اس آیت سے وضاحت ہوتی ہے جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ پھیرتا ہے اس کی معیشت کو تنگ دینے کی دھمکی اللہ رب العزت نے لگائی جو کہ اس دنیا میں ایک سزا اور 'عذاب ادنی' کی صورت ہے۔

آفات کا آجانا:-

قدرتی آفات بعض اوقات اتنی زبردست اور بھیانک ہوتی ہیں جس سے نہ صرف سیکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کی زندگی فنا ہو جاتی ہے جیسا کہ 2005 ملک پاکستان میں زبردست زلزلہ کا آجانا اور لاکھوں انسانوں کی زندگی کا لقمہ اجل بن جانا۔ جس میں تقریباً 80 ہزار کے قریب لوگ جان بحق ہوئے اور 32 ہزار سے زائد عمارتیں نیست و نابود ہو گئی۔[24]

مزید 2004 میں انڈونیشیا میں آنے والی سونامی کم و بیش سوا دو لاکھ لوگوں کی موت 15 بلین ڈالر کا نقصان ہوا یہ تمام آفات وہ ہیں جس پر انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔[25]

امریکہ میں آنے والا مسلسل ٹرنیڈو طوفان جس میں سینکڑوں لوگوں کی جان اور مالی نقصان بھگتنا پڑتا ہے ایک رپورٹ کے مطابق ایک سال میں صرف اور صرف امریکہ میں 12 سو ٹرنیڈو طوفان آتے ہیں۔[26]

یہ صرف چند ایک مثالیں بیان کی گئی ہیں اس کے علاوہ بے شمار زلزلے، سیلاب، طوفان اور دیگر قدرتی آفات جو بنی نو انسان پر آتے ہیں قرآن مجید کی روح سے اس بات کا جواب ملتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا صلہ ہے۔

وباؤں کا نزول:-

نبی کریم ﷺ کی احادیث سے جو بات ہمیں پتہ چلتی ہے وہ یہ ہے کہ کچھ بیماریاں آنے کی وجہ سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا نتیجہ ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:- کہ پچھلی قوموں پر بھی ان کی نافرمانی کی وجہ سے وباؤں کا اور بیماریوں کا عذاب آتا رہا۔ جس میں طاعون کی بیماری کا عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا رہا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی درج ذیل حدیث میں وضاحت ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَ أَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجْكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ[27]

ترجمہ:-

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے، انھوں نے حضرت اسامہ بن زید ؓ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے مرض طاعون کے متعلق کچھ سنا ہے؟ حضرت اسامہ ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا، لہٰذا جب تم سنو کہ کسی ملک میں طاعون کی وبا پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب اس ملک میں پھیلے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ۔" راوی حدیث ابو نضر نے کہا: "صرف طاعون سے بھاگنے کی نیت سے نہ نکلو۔"

مسلم اُمت کا ذلیل ہونا:-

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق جب اُمت مسلمہ قرآن مجید کو پس پشت ڈالتی ہیں تو اللہ تعالیٰ عزت و وقار چھین لیتا ہے اور اس قوم کو ذلت اور رسوائی کی دلدل میں پھینک دیتا ہے جیسا کہ ارشاد نبی ﷺ ہے:-

ترجمہ:-

"اس حدیث سے جو بات واضح ہوتی ہے اس کتاب سے (یعنی قرآن مجید) سے بے شمار اقوام کو عزت دے گا اور بہت سی اقوام کو ذلیل کر دے گا جو قومیں اس کتاب پر ایمان رکھیں گی اور اس پر عمل کرے گی اللہ تعالیٰ اس کو عزت دے اور سر فرازی عطا فرمائے گا اور جو قومیں اس پر عمل نہیں کریں گی ان قوموں کو ذلت میں مبتلا فرما دے گا جیسے اس وقت اُمتِ مسلمہ کی حالت ہے جیسا کہ اس وقت اُمتِ مسلمہ ذلت، رسوائی، نااہلی، بے توقیری کی اس دلدل سے گزر رہی جس میں کوئی عزت، وقار باقی نہیں اس ذلت اور رسوائی کی بنیادی وجہ قرآن مجید پر ایمان نہ رکھنا یا قرآن مجید کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں داخل نہ کرنا"۔

اتحاد اُمت کا پارہ پارہ ہونا:-

اس وقت ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اُمت مسلمہ جس بدترین شکل میں ٹکڑے ٹکڑے ہوئی ہے اس صورت حال میں وحدت اُمت کا کوئی نظریہ باقی نہیں رہا اس کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے انحراف ہے اور نہ ہی 'عذاب ادنی' کی شکل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَكُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (103)۔[28]

ترجمہ:-" اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس سے نجات دی، اس طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ"۔

"اللہ کی رسی کو تھام لو اور علماء کے مستند اقوال کے مطابق اللہ کی رسی سے مراد قرآن مجید ہے"۔

ظالم حکمران عذاب ادنی کی شکل میں:-

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے جو بات ہمیں سیکھنے کو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ظالم حکمران کا مسلط ہو جانا اللہ تعالیٰ کے عذاب کی صورتوں میں سے ایک ہیں جب کوئی قوم اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتی ہے تو اس قوم پر ظالم حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے۔[29]

مسلسل مشکلات کا آنا 'عذاب ادنی' کی ایک شکل:-

قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے جو بات ہمیں ملتی ہے بعض اوقات آزمائشوں کا تسلسل اور مصیبتوں کا اٹوٹ سلسلہ بھی عذاب ادنی کی شکل ہے اور پر سکون زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے جس کا وعدہ اس نے اپنے قرآن میں کیا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(97) ۔[30]

ترجمہ:-

" جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے، اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے"۔

اور اس کے مدمقابل دکھ، درد، پریشانیاں، تکالیف 'عذابِ ادنی' کی صورت ہو سکتی ہے۔

<u>**دنیاوی سزا یا 'عذاب ادنی' سے بچاؤ کی صورتیں قرآن و حدیث کی روشنی میں:-**</u>

قرآن و حدیث نے ہمیں جو بہت ساری بے مثال صورتیں بتائی ہیں ہمیں زندگی گزارنے کی اگر ہم ان صورتوں کو اپنا کر رکھے تو عذاب اکبر ہو یا عذاب ادنی یعنی اس دنیا کا عذاب ہو یا آخرت کا ہر قسم کے عذاب سے ہم بچ سکتے ہیں۔ ان میں سے چیز ایک چیزیں جو ہم نے ابتداء میں ذکر کی ہیں اس وقت اُمت مسلمہ یہ جو بھی عذاب کی صورتیں ہیں وہ ہوں یا اس کے علاوہ کوئی بھی ہو وہ جمع ہو سکتی ہے۔

قرآن و حدیث پر عمل:-

بحیثیت مسلمان ہمارا اس چیز پر ایمان ہے جب تک ہم قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں یا کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ضرور بالضرور ڈھانپ کر رکھے اور اس کے بر عکس اگر قرآن و حدیث کی مخالفت کی گئی تو خدائے حق کی ناراضگی مقدر بن سکتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(97) ۔[31]

ترجمہ:-

جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے، اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کو جس شاہراہ پر چھوڑا اس کے مطابق اُمت کی کامیابی صرف اسی راہنمائی میں مضمر ہے جیسا کہ ارشاد نبی ﷺ ہے۔[32]

صرف دعوۃ ایمانی کافی نہیں:-

فی الحال اُمت مسلمہ کی جو صورتِ حال ہمارے سامنے ہیں اس وقت اُمت کی اکثریت صرف دعوی ایمان پر قائم ہے جبکہ اصل ایمان ناپید ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں اور پریشانیاں آئیں ہوئی ہیں اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(14) [33]

ترجمہ:-

"بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں، کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"۔

قرآن مجید کی اس آیت سے جو بات ہمیں واضح طور پر پتہ چلتی ہے وہ یہ ہے کہ زبانی اقرار کافی نہیں جب تک دل ایمان پر مطمئن نہ ہو اس وقت علمیہ یہ ہے کہ صرف زبانی اقرار اور حلیہ کا بننا کافی نہیں ہے جب تک انسان کا باطل ایمان سے لبریز نہ ہو۔

ان گناہوں سے بچنا جن پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے وعید آئی:-

نبی کریم ﷺ نے بعض گناہوں کا نام لے کر وعید ہے جیسا کہ زنا، سود، ظلم، قرآن و حدیث سے فیصلہ نہ کرنا وغیرہ شامل ہیں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

وقال هشام بن عمار، حدثنا صدقة بن خالد، حدثنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، حدثنا عطية بن قيس الكلابي، حدثنا عبد الرحمن بن غنم الاشعري، قال: حدثني ابو عامر او ابو مالك الاشعري، والله ما كذبني سمع النبي صلى الله عليه وسلم، يقول:" ليكونن من امتي اقوام يستحلون الحر، والحرير،

والخمر، والمعازف وليتزلن اقوام إلى جنب علم يروح بسارحة لهم ياتيهم يعني الفقير لحاجة، فيقولون ارجع إلينا غدا، فيبيتهم الله ويضع العلم ويمسخ آخرين قردة، وخنازير إلى يوم القيامة[34].

اور ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ ان سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمٰن بن یزید نے، ان سے عطیہ بن قیس کلابی نے، ان سے عبد الرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابوعامر رضی اللہ عنہ یا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زناکاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح و شام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات کو ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے ہلاک کر دے گا پہاڑ کو) ان پر گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔

اس مندرجہ بالا حدیث کہ مطابق جو چیز پتہ چلتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض گناہ اور نافرمانیاں ایسی ہوتی ہیں جو اس دنیا میں بھی عذاب الہی کا سبب بن جاتی ہیں یعنی 'عذاب ادنی' کا۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بعض دوسری احادیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی شخص غیبت، چغلی کہ گناہ میں ملوث ہے یا قضائے حاجت کے وقت پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہ بچائے تو وہ شخص بھی عذاب ادنی کی ایک قسم یعنی عذاب قبر کا مستحق قرار پائے گا۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے:-

حدثنا عثمان، قال: حدثنا جرير، عن منصور، عن مجاهد، عن ابن عباس، قال:" مر النبي صلى الله عليه وسلم بحائط من حيطان المدينة او مكة، فسمع صوت إنسانين يعذبان في قبورهما، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يعذبان وما يعذبان في كبير، ثم قال: بلى، كان احدهما لا يستتر من بوله، وكان الآخر يمشي بالنميمة، ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل قبر منهما كسرة، فقيل له: يا رسول الله لم فعلت هذا، قال: لعله ان يخفف عنهما ما لم تيبسا او إلى ان ييبسا".، وقال النبي صلى الله عليه وسلم لصاحب القبر: كان لا يستتر من بوله، ولم يذكر سوى بول الناس[35].

ہم سے عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے منصور کے واسطے سے نقل کیا، وہ مجاہد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ یا مکے کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) کھجور کی (ایک ڈالی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان میں سے ایک ایک ٹکڑا ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔

لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔

تعلیمات اسلامی کے مطابق ہر بندہ مومن کو اس بات کی تلقین کی گئی ہیں کثرت کے ساتھ اللہ رب العزت سے دعامانگے اور اپنے گناہوں کی استغفار طلب کرے جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعامانگتا ہے کہ اے ہمارے "رب ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما" کر آخرت کے جہان میں بھی کامیابی سے سرفراز فرما اور یہ کہ "اے ہمارے رب ہمیں سیدھا راستہ دکھا" تو جب بندہ مومن اس طرح کی دعا اپنے رب سے کرتا ہے تو خدائے برحق کی رحمت جوش میں آتی ہے اور خدا تعالیٰ ہدایت مانگنے پر ضرور عطا فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚوَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (69)[36]

ترجمہ:-

اور جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھادیں گے، اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۖاُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۖفَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (186)[37]

ترجمہ:-

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اللہ کی پناہ طلب کرنا، ہدایت کی دعا اور استغفار:-

اسی طرح مزید وضاحت کرتے ہوئے بتلایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی خصوصی رحمت کرتے ہیں۔

قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۖلَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (46)

ترجمہ:-

کہااے میری قوم بھلائی سے پہلے برائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو، اللہ سے گناہ کیوں نہیں بخشواتے تاکہ تم پر رحم کیاجائے۔[38]

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اس بات کی وضاحت کی اگر تم اپنے رب سے استغفار کروگے تو تم پر رحم کیاجائے گا اگر بندہ مومن اپنے رب سے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ۚوَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (33)

ترجمہ:-

اور اللہ ایسا نہ کرے گا کہ انہیں تیرے ہوتے ہوئے عذاب دے، اور اللہ عذاب کرنے والا نہیں حالانکہ وہ بخشش مانگتے ہوں۔[39]

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے یہ بات بتائی ہے اس قوم کو عذاب نہیں دیتا جو استغفار کرتی ہو۔

اختتام:-

قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے:-

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (49)

ترجمہ:-

میرے بندوں کو اطلاع دے کہ بے شک میں بخشنے والا ہوں۔[40]

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے یہ بات بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت غفور و رحیم ہے بخشنے والا اور غفور و رحیم ہے دس جہاں پر اس کی رحیمی کا پہلو غالب ہے وہی پر اس کا عذاب اور عطاب کا پہلو بھی موجود ہے۔ اللہ رب االعزت جہاں اپنے نیک اور اہلِ ایمان بندوں کو انعامات سے نوازتا ہے وہی پر اللہ رب العزت اپنے نافرمان بندوں کو سزا بھی دیتی ہے کچھ سزاء تو اس دنیا میں ہو گی جس کا نام 'عذابِ ادنیٰ' ہے اور کچھ سزاء آخرت میں اللہ رب العزت اپنے نافرمان بندوں کو دے گا جس کا نام 'عذابِ اکبر' ہے۔

حوالاجات

[1] القرآن المجید سورۃ النحل16، آیت نمبر36
[2] القرآن المجید سورۃ الاعراف7، آیت4تا7
[3] مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، مارچ2000، جلد نمبر6، صفحہ 47
[4] ابن کثیر، عمادالدین، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ قدوسیہ، ترجمہ محمد جوناگڑھی، جلد نمبر4، صفحہ نمبر214
[5] ابن کثیر، عمادالدین، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ قدوسیہ، ترجمہ محمد جوناگڑھی، جلد نمبر4، صفحہ نمبر214
[6] مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، مارچ2000ء، جلد نمبر4، صفحہ نمبر47
[7] ایضاً
[8] مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، مارچ2000ء، جلد نمبر4، صفحہ نمبر47
[9] القرآن المجید سورۃ سجدہ32، آیت نمبر21
[10] القرآن المجید سورۃ التوبہ9، آیت نمبر126
[11] ابنِ کثیر، عمادالدین، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ قدوسیہ ترجمہ محمد جوناگڑھی، جلد نمبر2، صفحہ نمبر415تا416
[12] ابو مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، فروری2000ء، جلد نمبر2، صفحہ 254
[13] قطب، سید، فی ظلال القرآن کا ترجمہ سید معروف شاہ شیر ازی کا ادارہ منشوراتِ اسلامی، 1997ء، جلد نمبر3، صفحہ نمبر711
[14] القرآن المجید سورۃ الاعراف (آیت نمبر133تا130)
[15] قطب، سید، فی ظلال القرآن کا ترجمہ سید معروف شاہ شیر ازی کا ادارہ منشوراتِ اسلامی، 1997ء، جلد نمبر3، صفحہ نمبر711
[16] ایضاً، صفحہ نمبر53
[17] قطب، سید، فی ظلال القرآن، ترجمہ سید معروف شاہ شیر ازی، ادارہ منشوراتِ اسلامی، 1997ء جلد نمبر3، صفحہ نمبر54تا55
[18] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)۔ حدیث نمبر ۵۵۹۰
[19] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)۔ حدیث نمبر ۲۱۶
[20] القرآن المجید، سورۃ نمبر6، آیت نمبر110
[21] القرآن المجید، سورۃ التوبہ نمبر9، آیت نمبر77
[22] القرآن المجید، سورۃ الانبیاء21، آیت نمبر83تا84
[23] القرآن المجید، سورۃ طہ، آیت نمبر124

[24] https://www.britannicaocom/event/kashmir-e-earthquake-of-2005
[25] https://www.britannica.com/event/indian-ocean-of-2004
[26] https://www.en.wikipedia.org/wiki/tornadoes-in-the-united-states#cite-note-
[27] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار ابن کثیر، 1987) حدیث نمبر (6974)
[28] القرآن المجید، سورۃ نمبر ۳، آیت نمبر ۱۰۳
[29] بھٹوی، محمد بن الاسلام، تفسیر القرآن الکریم، دارالاندلس، لاہور 2017ء، جلد نمبر 1
[30] القرآن المجید، سورۃ النحل، آیت نمبر 97
[31] ایضاً
[32] الخطیب، امام ولی الدین، مشکوۃ المصابیح، مکتبہ اسلامیہ لاہور، جلد نمبر 1، حدیث نمبر 186
[33] القرآن المجید، سورۃ الحجرات 49، آیت نمبر 14
[34] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)۔ حدیث نمبر ۵۵۹۰
[35] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)۔ حدیث نمبر ۲۱۶
[36] القرآن المجید، سورۃ العنکبوت 29، آیت نمبر 69
[37] القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۰۸
[38] القرآن المجید، سورۃ النمل 27، آیت نمبر 46
[39] ۔ القرآن المجید، سورۃ الانفال 68، آیت نمبر 33
[40] القرآن المجید، سورۃ الحجر آیت نمبر 49